شذرات

ایک موقر ہفت روزہ دینی رسالے میں اس کے محترم مدیر ملک میں بتدریج بگڑتی ہوئی مذہبی فرقہ وارانہ فضا پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جتنے بھی فرقے اس ملک میں مذہب کے نام پر پائے جاتے ہیں' ان سب میں اتحاد مقصد و غایت موجود ہی نہیں' روز افزوں ہے۔ اور حسد و بغض' غیر صحت مندانہ مسابقت' نفع قلیل کی خاطر نقصان عظیم کو برداشت کرنے کا طرز عمل جاری و ساری ہے!" اور صرف یہی نہیں' بلکہ وقتاً فوقتاً یہ فرقہ وارانہ حسد و بغض قتل و مقاتلہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مذہبی عام جلسوں کے علاوہ مذہبی رسالوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو تلخ نوائی ہوتی ہے اس کی طرف ہم انہی صفحات میں اس سے پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔

یہ صورت حال خواہ کتنی بھی افسوسناک ہو' اس پر رنج و غم کا اظہار کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔ قوموں اور ملتوں کو جب اس طرح کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے تو ان میں کے اہل فکر و علم افراد ان کے اسباب دریافت کرتے ہیں' اور ان کا تجزیہ کر کے انہیں درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی اس وقت یہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پاکستان کے مذہبی فرقوں کی زندگی میں اس وقت جو خلفشار برپا ہے' ہمارے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس دنیا میں ہم آج رہتے ہیں' یا رہنے پر مجبور ہیں' اس میں اور ہمارے ذہنوں میں سخت قسم کا تضاد ہے اور جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں اور ہماری معاشی اور اجتماعی زندگی میں دور رس تبدیلیاں ہو رہی ہیں یہ تضاد اور شدت اختیار کرتا جاتا ہے بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ تضاد اور بڑھے گا' اور جب تک اسے پہلے ذہنی طور پر اور بعد میں عملاً رفع نہیں کیا جائیگا' ہماری قوم کی مذہبی زندگی کا اختلال بڑھتا ہی جائے گا۔

موجودہ صورت حال کو سدھارنے کے لئے دو چیزوں کا اثبات بہت ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ آج سے دو سو سال پہلے انگریز جس نظام کو لے کر اس برصغیر میں آئے تھے، وہ صرف ان کی اپنی ایجاد نہ تھی، یہ نظام بحیثیت مجموعی انسانیت کی گزشتہ ترقیوں کی ایک شکل تھی، جس میں اچھائیاں بھی تھیں اور خرابیاں بھی۔ یہ نظام ہمارے ہاں نافذ ہوا۔ اس کی جڑیں ہمارے معاشرے میں دور دور تک پھیلیں۔ اس نے ہماری معیشت کو بدلا۔ سیاست کو بدلا، معاشرت کو بدلا بلکہ ہمارے ذہنوں اور معتقدات تک کو متاثر کیا۔ اور یہ لازمی تھا، چونکہ یہ نظام بڑا ہمہ گیر تھا، بے شک اس سے ہمارے ہاں بڑی خرابیاں بھی پیدا ہوئیں۔ لیکن جہاں تک اس نظام کا تعلق ہے، وہ ہمارے ہاں نفوذ پذیر ہے اور زیادہ سے زیادہ ہوتا جائیگا۔ اس نظام سے ہماری مراد اجتماع و سیاست اور تہذیب و تمدن کے خاص تصورات اور زندگی کا سائنسی اور ٹکنیکل رجحان ہے۔ پاکستان میں صنعتی دور شروع ہو چکا ہے اور ہماری یہ پوری کوشش ہے کہ ہمارے ہاں زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگیں۔ کیونکہ لوگوں کے لئے روزگار مہیا کرنے اور پاکستان کو مستحکم بنانے کی یہی واحد صورت ہے۔

اب جب کہ صنعتیں عام ہوں گی، تو ان سے نکلنے والے نتائج سے کیسے مفر ممکن ہے، البتہ ایسے حالات میں ضرورت اس کی ہوتی ہے کہ پیدا ہونے والی خرابیوں کی برابر نشان دہی ہوتی رہے اور ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش بھی جاری رہیں۔

یہ منصب مذہبی جماعتوں کا ہوتا ہے۔ اور اکثر وہی اس فریضہ کو انجام دیتی ہیں

اس سلسلے میں دوسری چیز جس کا اثبات ضروری ہے، وہ پاکستان میں مسلمانوں کے جو مختلف مذہبی فرقے موجود ہیں، ان کا وجود ہے، یہ فرقے یہاں ہیں۔ اور اگر بحث و مناظرہ سے ان کا ختم ہونا ممکن ہوتا تو وہ اب تک ختم ہو چکے ہوتے۔ ان فرقوں کا وجود ہمیں تسلیم کرنا ہوگا اور پاکستان کی ملت میں انہیں وہ حیثیت دینا ہوگی، جس کے وہ اپنی تعداد اور دوسرے اثر و رسوخ کی بنا پر مستحق ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ باہم بحث و فکر کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور مذہبی معاملات میں سرے سے اختلاف آراء نہ ہو۔ اگر ہم مسلمانوں کی مذہبی تاریخ کا غور سے مطالعہ کریں، تو ہم دیکھیں گے کہ اپنی طویل تاریخ میں مسلمانوں کا بالعموم یہی عمل رہا ہے۔ جب اسلامی دنیا میں یونانی فلسفہ در آیا، تو اس کی بڑی شدت سے مخالفت کی گئی اور اس کے پڑھنے پڑھانے پر سخت نکیر ہوئی، لیکن بعد میں مسلمانوں نے اس کا وجود تسلیم کر لیا۔ اور اسے تسلیم کر کے اسے ملت کے مجموعی مزاج کے لئے

قابل قبول بنانے کی کوششیں ہوئیں - معتزلہ کے معاملے میں بھی یہی ہوا - اور اس سلسلے میں سب سے نمایاں مثال تصوف کی ہے۔ امام غزالی نے جس طرح تصوف کو راسخ العقیدہ مسلمانوں کے ذہن کے قریب بنایا وہ سب جانتے ہیں - ایک چیز کے وجود کو تسلیم کرنا اور اس کے بعد اس کی اصلاح ایک جیتی کی ہی راہ ہے -

خود اس برصغیر میں آج سے دو سو سال پہلے حضرت شاہ ولی اللہ نے اہل تصوف اور ارباب شریعت علمائے محدثین اور فقہا و فقہ کے چار مذاہب اور وحدت الوجود و وحدت الشہود میں جس طرح مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی اس کا ذکر ان صفحات میں بار بار ہو چکا ہے -

---

امام غزالی، شاہ ولی اللہ اور ان جیسے دوسرے مجددین عظام نے اپنے اپنے زمانے کے مذہبی فرقوں کی باہمی منافرت کو حتی الوسع کم کرنے کی جو کوششیں کیں، اگر ہم ان کو اپنے سامنے رکھیں، اور ان کے بنیادی فکر کو اپنا کر اس دور کے فرقہ وارانہ نزاعات کو سلجھانے کی تدبیر کریں، تو ہمیں یقین ہے کہ اس وقت پاکستان میں جس طرح کی فرقہ وارانہ فضا پیدا ہو گئی ہے، اس میں کافی اصلاح ہو سکتی ہے -

یہ زمانہ تو خاص طور سے پر امن بقائے باہمی کا ہے - اور حالات ریاستہائے متحدہ امریکہ اور سوویت یونین ایسے ملکوں کو جن کے نظام بنیادی طور سے ایک دوسرے کی ضد ہیں - مل جل کر رہنے پر مجبور کر رہے ہیں، تو مسلمانوں کے مختلف فرقے جن کے بنیادی عقائد ایک ہی ہیں، کیوں باہمی منافرت اور کشاکش کے بغیر نہیں رہ سکتے - لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کے وجود کو تسلیم کرے - اسے حقیقت واقعی مانے، اور یہ نہ ہو، جیسا کہ عام طور سے آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض فرقے دوسروں کو حرف غلط سمجھتے ہیں، جن کا مٹانا ان کے نزدیک مقدم ترین دینی فریضہ ہے، اس عقیدے کے ساتھ یقیناً فرقہ وارانہ جھگڑے رہیں گے - اور پاکستان کی مذہبی فضا کبھی روبہ اصلاح نہیں ہو سکے گی -

---